نیو ایرا میگزین
New Era Magazine
کسب حیات
از ضوء ساطع
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ناول. کسبِ حیات

از. ضوء ساطع

قسط نمبر: 7 ایک ملاقات (حصہ دوئم)

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کردی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

• قسط نمبر:7ایک ملاقات(حصہ دوئم)

زندگی نہ تو کوئی خواب ہے

نہ کبھی ختم ہونے والا سفر

یہ صرف دولت اور خوشحالی کا لطف لینے کا ہی سامان نہیں....

زندگی ایک مسلسل آزمائش ہے

جس کی حقیقت کو چھونے کے لئے اپنے

حواس کو مسلسل جگائے رکھنا ضروری ہے....

ممکن ہے

زندگی کسی کے لیے مذاق

اور کسی کے لیے بے معنی ہو....

مگر یہ حقیقت ہے کہ

زندگی قسمت کے ہاتھوں ایک بے جان کٹھ پتلی کی طرح ہے....

جس کی ڈوریں

جب چاہیے جس طرف چاہے موڑ دے

تو ہم تقدیر کے ہاتھوں کٹھ پتلیوں کی طرح ناچتے ناچتے....

ٹوٹ پھوٹ کر مٹی میں مل جائیں گے....

یہ ایک ایسا سچ ہے جسے صاحبِ اقتدار

ذرہ ذرہ کر کے اپنے پیروں تلے روند دیا کرتے ہیں....

ہمارے پاس رکھنے کو کیا ہے

چھین لیا جائیگا ہم سے, سب کچھ قیامت کے دن جس بھی شے کو ہم عزیز رکھتے ہیں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور وہ بھی, جس سے ہم لاتعلق ہو جاتے ہیں....

جیسے دولت انسان کو

امن, محبت اور انصاف سے لاتعلق کر دیتی ہے....

انسان فطری طور پر خوش قسمت ہے....

کہ اسے پیدا کرنے والے نے

تمام جانداروں میں غیر معمولی عقل و خرد سے نوازا ہے چلو....

پھر سے ہوتے ہیں ہمکلام

اپنے خدا سے

اور انتخاب کرتے ہیں صحیح ترین راستے کا

کیونکہ صحیح ترین راستہ اختیار کرنے کے لئے

صحیح ترین فیصلہ ہی بہترین ہوتا ہے....

(ترجمہ: ایوب خاور)

''''''''''''''''''''''''''''''''''

وہ آئینے کے سامنے کھڑی بالوں میں برش پھیرتی روکی تھی اور برش کو میز پر رکھے, بیڈ سے اپنا سیاہ چمکتے موتیوں سے بھرا پرس اٹھتی اور گلے میں جھولتے دوپٹے کو کناروں سے برابر کرتی باہر آگئی تبھی زریاب نے اسے معنی خیزی سے دیکھ کر تبصرہ کیا "واہ آپی پورا کالا لباس مطلب یہ کہ آپ کیا کرنے والی ہیں؟"....

وہی جو تم سوچ رہے ہو, ویسے آج فیاضر کا دن ہے نہ اور وہ (ہلکا سہ وہ پر زور دیا) اپنے نئے روڈ کنسٹرکشن کے پروجیکٹ پارٹنر سے پہلی بار ملنے جارہے ہیں تو....

"تو" اس نے سوال در سوال کیا....

روڈ کی کنسٹرکشن میں چمکتا چاک سہ سیاہ کیا ہوتا ہے؟....

"ڈامر(asphalt)لیکن" تبھی وہ ایک دم چونکا تھا...

اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات دیکھ کر وہ مسکرادی تھی اور ساتھ اس کی آنکھوں میں لمحے کے لیے چمک ابھری تھی....

اب کی بار اس کے چہرے پر الجھن کی اور لکیریں کھنچے گئیں تھیں.....

اس نے کلائی پر بندھی سیاہ سرمئی ڈائل والی گھڑی کو ایک نظر دیکھا اور تیزی سے سیڑھیوں کی جانب بڑھی اور ساتھ بلند آواز بولی "زریاب باقی سوالوں کے جواب میں راستے میں دے دوں گی جلدی چلو"....

وہ اپنی الجھنوں پست پشت ڈالے اس کے پیچھے لپکا....

آخر پانچ منٹ ساٹھ سیکنڈ کے بعد ان کی گاڑی مین روڈ کے درمیان اسپیڈ سے دوڑ رہی تھی....

اسی طرح گاڑی کے اندر نیم خاموشی سی تھی جیسے زریاب کی تجسّس سے بھری آواز نے توڑا "زریہ تو مجھے معلوم ہے کہ ڈامر(asphalt) گوند(glue)کا کام کرتی ہے لیکن (الجھن اور پریشانی سے کھنچی لکیریں ویسے ہی ماتھے پر جالے بُنے ہوئی تھیں)

مجھے پورا یقین ہے کہ تمہارے دماغ میں اس کے بر عکس کوئی اور چیز چل رہی جو میں نے اس سب میں مس کر دی ہے؟

لمحے کے لیے آنکھیں روڈ سے ہٹا کر اپنی بہن کی پُراسرار چمکتی آنکھوں میں دیکھا اور اسی لمحے کے ستائیسویں حصے میں دوبارہ سڑک کی جانب نظریں گاڑ دیں....

اسی انداز میں دوبارہ اسے جتایا "مان لیں کہ میرا چندپل پہلے کیا گیا سوال حرف بہ حرف درست ہے"....

وہ جو خاموشی سے اسی کو دیکھ رہی تھی چند سیکنڈ کے لیے اس کے چہرے پر شکستہ مسکراہٹ رینگ گئی لیکن دوبارہ سے اپنا نارمل انداز اپنے اس کے سوال کا جواب دیا

"ہاں میں گوند (glue) کا کام نہیں کروں گئی. وہ روکی پھر وہیں سے اس کی الجھن کی گرہیں کھولنے لگی "میں ڈامر کی اس صفت کا استعمال کروں گئی جو شہد سی ہے!"

وہ ایک دم پر جوش ہوتے بولا "وِسکس (viscous)"....

زرہ اس بار کھل کر مسکرائی "بلکل, میں فیاضر کے ساتھ وہی کروں گئی جو وہ سب کے ساتھ کرتے ہیں لیکن بس فرق یہ ہو گا کہ وہ شہد کے سراب میں جکڑے آئیں گے اور

یہ بھول ہوئے ہوں گے کہ گاڑے مٹھاس کے رکھ والوں کی ملکہ بھی ہوتی ہے"....

اس کے ماتھے پر ابھرے پریشانی اور فکر مندی سے بُنے جال کی گرہیں کھل گئی تھیں اور چند ایک ڈھلی ہو گئیں تھیں....

اس طرح چند پل اور گزرے تھے کہ اس کی زبان پر ایک مرتبہ پھر کھجلی ہوئی تھی....

"زرہ ہم کتنے دنوں بعد ساتھ جا رہے ہے لیکن تمہیں تو اپنے کلوتے بھائی کی کوئی پرواہ ہے بھلا لیکن نہیں تمہیں تو اپنے اکلوتے بھائی سے زیادہ تو اپنا یہ اکلوتا فون پسند ہے. بس اللہ آپ دیکھ رہیں ہے نہ!"مسکراہٹ دبائے شرارتی نظروں سے وہ شکوہ کن لہجے میں اسے سنا رہا تھا....

زرہ نے سیاہ چمکتے موتیوں سے بھری پرس میں فون رکھا"میرے اکلوتے بھائی آج مجھے یقین ہو گیا کہ تمہارے دماغ میں جو "یو اس بی"کارڈ لگا ہوا ہے نہ اس کی میموری بھر گئی ہے لیکن چلو میں یاد کروا دیتی ہوں. ابھی کل رات کو ہی تم اور زبور میرے پیسوں سے اسکریم کھا کر آئے ہو"افسردہ لہجے میں بولی اور آخر میں اس کی ہنسی چھوٹ گئی....

"نہیں نہیں اڑا لیں مذاق کوئی نہیں جب میں نہیں ہوں گا آپ ہی یاد کر کے آنسو بہائیں گئی"ساتھ گاڑی مڑی....

ہاں !! میرے بھائی تم نے کہاں جانا اور تمہیں کچھ نہیں ہونے والا کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے جیسے چالاک لوگوں کو اپنے پاس نہیں بلاتے" اس نے زریاب کی بات کو مزاق میں اڑا دیا....

ناجانے یہ وقت قبولیت کی گھڑی کا تھا....

ناجانے کس کے الفاظوں کی قبولیت کا تھا....

ناجانے کس کی قسمت کا سکہ گھما تھا....

ناجانے کوئی ناجانے

سوائے آدم ذات کے خدا کے....

""""""""""""""""""""""""""""""""

سیاہ رات میں سفید اور سنہری روشنوں سے گھرا خوبصورتی سے سجا بنگلا جس کے سامنے قطار میں کھڑی ایک سے بڑھ کر ایک نہایت مہنگی گاڑیاں تھیں, ان سے اترتے مہنگے اور نفس لباس زیب تن کیے لوگ تھے. تبھی دو گاڑیاں اسی قطار میں آ لگی, ایک گاڑی میں سے وہ دونوں سیاہ لباس میں ایک ادا سے نکلے, زریاب نے سیاہ رنگ کا نفیس سہ تیری پیس پہن رکھتا اور بالوں کو جیل سے سیٹ کیے پیروں میں سیاہ شوز پہنے ہینڈسم لگ رہا تھا اور زرہ نے بھی سیاہ فراک پر سیاہ پینٹ اسٹال ٹاز زیب تن کیا ہوا تھا اور

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دوسری گاڑی میں سے وہ تینوں نکلے: ریان, حیدر صاحب, شائستہ بیگم.

شائستہ بیگم نے دھانی سٹائلش سی قمیض شلوار پہنی تھی ساتھ سر پر سلیقے سے ڈوپٹہ اوڑھے ہوئے تھیں اور پاؤں میں ہم رنگ (قمیض کے دامن پر سرخ دھاگوں سے کیا کام) کی طرح کی ہیل والی سینڈل پہنی ہوئی تھی ان کے ساتھ کھڑے حیدر صاحب نے بھی سیاہ سوٹ پہنا رکھا تھا لیکن گلے میں دھانی رنگ کی ٹائی لگی ہوئی تھی, ان کے برعکس وہ جو گاڑی کو لوک کرتا مڑا تھا اس نے زریاب کے ہم رنگ سیاہ تھیری پیس پہن رکھا تھا اور مسکراتے ہوئے زریاب کی طرف آیا تھا. وہ دونوں ان تک آئے اور باری باری ان سے ملے تھے. زرہ شائستہ بیگم کے ساتھ باتیں کرتی چل رہی تھی تو شائستہ بیگم نے اس کے تھامے ہاتھ کو نرمی سے دبایا "میری بیٹی تو آج بہت پیاری لگ رہی ہے"....

"آپ بھی خالہ بہت اچھی لگ رہی ہیں" اس نے بھی مسکراتے ہوئے ان کی تعریف کی....

وہ داخلی دروازے کے سامنے کھڑے ہوئے تھے....

شائستہ بیگم اور حیدر صاحب ایک ساتھ اندر کی اور چلے پڑے....

اس کے دونوں طرف وہ دونوں چل پڑے ابھی وہ اندر داخل ہونے لگے تھے کہ انہیں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رکا گیااور ذرہ کے پرس کی طرف اشارہ کیا....

زریاب نے سیکورٹی گارڈ کے یونی فارم میں کھڑی گوری سی انگیز عورت کو دیکھ برے سہ منہ بنائے ان دونوں کو کہا" ایک تو یہ امیر لوگوں کے چنچلے, اگر اتنا ہی خوف ہے تو فنکشن ہی نہ کریں"....

ریان نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی "بس بھائی اخبارات میں اشتہار بھی تو بننا ہے نہ, یو نو نہ فیشن, ہاہاہا" دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ پے ہاتھ مار کر ہنس دیے, زرہ نے ان دونوں کو دیکھ کر سانس ہوا میں خارج کی اور عورت سے اپنا پرس لیتی ان دونوں کے ساتھ چلنے لگی....

اب دوبارہ وہ دونوں اس کے دائیں اور بائیں چل رہے تھے....

زریاب نے ارد گرد کا جائزہ لیا اور ستائش بھری نگاہوں سے داد دی" ویسے واقعی صحیح سے پیسے خارچ کیے ہیں انہوں نے"....

ریان نے جوش سے کہا"بھائی سجاوٹ اتنی اعلیٰ کی ہے یقیناً کھانا کتنا مزے کا ہو گا"....

اس نے غصے سے ان دونوں کو باری باری دیکھا" تمہیں ان کے قصیدے پڑھنے کے پیسے نہیں ملے گیں میرے چھوٹے بھائی اور مسٹر ریان حیدر عرف بھوکے تم یہاں

لنگر پر نہیں آئے سمجھے,ہاں اور"....

اس کی چکچک سے بچنے کے لیے زریاب نے معصوم سے چہرہ بنائے بولا"وہ خالہ امی بلا رہی ہیں"....

زرہ نے افسوس سے آنکھیں گھمائیں اور ان کے ساتھ چل دی.وہ تینوں اسی طرح رو میں چلتے ہوئے نت نئے مہنگے لباس میں ملبوس,غرور سے گردنے تانے,چہرے پر مسنوئی مسکراہٹیں سجائے لوگوں کے سمندر میں اترتے گئے....

اس نے شائستہ بیگم کی آواز پر ان کی طرف قدم بڑھا دیے جب کے وہ دونوں اسے کے جاتے ایک دوسرے کو اشارہ کرتے چمکتے دمکتے لوگوں کے ہجوم میں غائب ہو گئے....

وہ شائستہ بیگم کے پاس آئی تو انہیں سوالیا انداز میں پوچھا"جی خالہ جان"....

وہ اپنے عام سے انداز میں بولیں"بیٹا ان سے ملو یہ کومل طیب پبلک ویل فیر کی چیر پرسن اور تمہاری مما اور میری بہت اچھی دوست"

اس نے سلام کیا حال حوال کے بعد ایک دو عورتوں سے مل کر وہیں کھڑی ہو گئی جبکہ شائستہ بیگم کا باتوں کا سلسلہ طویل ہو گیا تو اس نے آہستہ سے انہیں مخاطب کر کے کہا کہ "میں خالہ ادھر ہی ہوں"....

انہوں نے جواباً سر ہلانے پر اتفاق کیا....

وہ وہاں سے ہٹتی مسٹر حیدر کے نام والی میز پر آ بیٹھی اور سر جھکائے بظاہر فون استعمال کرنے لگی لیکن وقفے وقفے سے ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھی تبھی اس کی نظر انٹرنس پر جارو کی جہاں فارمل گرے ڈریس سوٹ میں ایک ہاتھ سے اپنے بیوی کا ہاتھ تھامے ہوئے, جس نے گرے گاؤن زیب تن کیے خوبصورت بال کرل کیے ایک کندھے پر ڈالے اور گردن کے گرد سرمئی ڈائمنڈ کا نازسہ نیکلس پہنے اسی طرح ہاتھوں میں خوبصورت سے نایاب کائی ڈائمنڈ کی انگوٹھیں پہنے قیمتی کلچ ایک ہاتھ میں پکڑے ٹیک ٹیک کرتی فیاضی کے ہم قدم چہرے پر مسکراہٹ سجائے چل رہی تھیں اور لوگ ان کے کپل کو حسرت اور ستائش سے بھری آنکھوں سے دیکھ رہے تھے.

تبھی اسے اپنی آنکھوں میں ہلکی سی چبھن سے محسوس ہوئی تو اس نے زور سے دونوں آنکھیں بند کر کے دوبارہ کھولیں. اسی لمحے ایک بار پھر اس کی نظر انٹرنس پر آر کی جہاں وہ فون پر بات کرتا نیوی بلو فارمل ٹریس کوٹ میں ایک شان سے چلا آرہا تھا اور دائیں ہاتھ پر اس سے چند قدم پر اس کا سیکورٹی گارڈ چل رہا تھا. اس نے جلدی سے اپنا چہرہ دوسری طرف موڑ دیا تا کہ وہ اسے دیکھ نہ سکے لیکن کئی حسرت اور خواہشات سے

بھری نگاہیں اس کی ایک نظر کی طلب گار سی تھیں....

وہ دوسری طرف منہ کر کے بیٹھی تھی کہ اس کے کانوں میں چند قدم کے فاصلے پر بیٹھی دو نازک سی لڑکیوں کی آواز پڑی "لو آج کی شام کی رونق آگیا"....

دوسری بولی "ہائے! کیا پرسنیلٹی ہے, کیا بندہ ہے!"

اس نے سر جھٹکا کر ایک ٹھنڈی آہ سیاہ آسمان کی طرف دیکھ کر خارج کی اور اپنے اگلے قدم کا سوچنے لگی...

وہ ان کی میز کے پاس سے گزرتا سیدھا اسٹیج کی اور بڑھ گیا....

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Essays|Articles|Books|Poetry|Interviews

پندرہ منٹ اور چالیس سیکنڈ کے بعد اس نے شائستہ بیگم کو اشارہ کرتے اٹھ کھڑی ہوئی تبھی حیدر صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا "زرہ بیٹا ہم ابھی آئیں ہیں اور آپ جارہی ہیں"

"سمجھا کریں نا, بابا! میں آپ دونوں کو ٹائم دے رہی ہوں" اس نے شرارتی انداز میں جواب دیا....

حیدر صاحب نے کھکارا....

شائستہ بیگم نے ہنستے ہوئے کہا "وہ دونوں نالائق پتا نہیں کہاں گم ہو گئیں ہیں. زرا! ان

کو بلانا"....

وہ نیم مسکراہٹ سے سر ہلاتی یہ جا وجا....

وہ وہاں سے ہٹتی ارد گرد کا جائزہ لیتی چل رہی تھی کہ اچانک سامنے سے آتی لڑکی اس سے ٹکرانے لگی لیکن وہ ایک طرف کو ہٹ گئی پر اس سنہری بالوں والی لڑکی کے ہاتھ میں مشروب سے بھرے گلاس میں سے تھوڑا سا مشروب اس کے سیاہ شرٹ کے دامن پر جھلک گیا تھا...

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

اس نے سنبھلتے بے یقین نظروں سے نم دامن کو دیکھا اور دوبارہ اس لڑکی کو دیکھا جو معذرت خواہانہ انداز میں اسی کی طرف دیکھ رہی تھی.

سنہری بالوں والی نے شرمندہ آواز میں اس کے کاندھے کو نرمی سے دبایا اور معافی مانگی اور ساتھ کچھ قدم کے فاصلے پر گزرتے ویٹر کو کہا "آپ انہیں ڈریسنگ روم دیکھا دیں تاکہ وہ اپنے کپڑے صاف کر لیں"....

"نہیں میں ٹھیک ہوں" الجھن ابھی بھی اس کے چہرے پر رقص کر رہی تھی....

سنہری بالوں والی نے شرمند چہرے سے ایک بار پھر التجا کی....

"چلیں میں صاف کر لیتی ہوں آپ بُرا محسوس نہ کریں" اور وہ ویٹر کی ہدایت میں چلتی اندر کی اور آگئی....

"زر کہاں جا رہی ہو"....

زریاب کی آواز پر سر اٹھا کر دیکھا "وہ میرے شرٹ پر جوس گر گیا تھا تو میں بس صاف کر کے آئی. تمہیں بابا بلا رہے ہیں اور اس بھوکے کو بھی ساتھ لے جانا وکے" وہ ویٹر کے پیچھے چل دی....

"میم آپ اس روم کے واش روم کو یوز (استعمال) کر لیں"....

اس کے سر ہلانے پر وہ وہاں سے چلے گیا اور اس نے بھی قدم کمرے میں رکھے.
نہایت پُر آرائش کمرا لیکن اسے جلد از جلد اپنے پلین پر کام کرنے کی جلدی تھی. بے چینی سے کلائی پر بندھی گھڑی کو ایک نظر گھورتے واش کی اور بڑھی....

اس نے واش روم آتے تلاشتی نظروں سے ارد گرد کا جائزہ لیا اور اپنی مطلوبہ چیز دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی ساتھ اس نے اپنے گلے میں سے جھلتا ڈوپٹہ اتار کر ہینگ اسٹینڈ پر لٹکایا پھر جدید طرز کا نل کھل کر اپنے دامن کا اتنا حصہ صاف کیا. تبھی اسے لگا کوئی کمرے میں داخل ہوا ہے لیکن ساتھ اس نے سر جھٹکا اور نم کپڑوں کو ڈرائے کیا اور ہینگ اسٹینڈ سے اپنا ڈوپٹہ دوبارہ گلے میں ڈالتی ایک نظر اپنے عکس کو آئینہ میں دیکھتی باہر نکل آئی....

وہ ڈوپٹہ برابر کرتی ڈریسنگ روم سے نکلتی کمرے میں داخل ہوئی اور ایک دم انجانی سی خشبو نے اسے سر اٹھانے پر مجبور کیا. اس نے سر اٹھایا تو وہ سامنے سوفے پر ڈانگ پر ڈانگ رکھے موبائل پر مصروف تھا وہ اس کے پاس سے گزرتی دروازہ تک آئی تھی کہ اس کے کانوں میں اس کی آواز ٹکرائی اور اس کے پاؤں کو ایک لمحے کے لیے زنجیر

کر گئی "مس زرہ ہارون! کیا ہم دو منٹ کے لیے بات کر سکتے ہیں؟"

وہ الٹے قدم اٹھاتی بیڈ تک آئی اور ایک کنارے پر بیٹھ گئی ساتھ انگوٹھی والے ہاتھ سے منہ پر آئے بال ہٹائے (اور دل میں سوچا چلو ایسے ہی صحیح ہے ویسے نہ تو)....

وہ فون رکھتے اس کی طرف متوجہ ہوا "آپ پوچھیں گئی نہیں مجھے آپ کا نام کیسے پتا چلا؟"

"نہیں! میں یہ بھی نہیں پوچھوں گئی کے آپ میرے بارے میں کیا کیا جانتے ہیں"....

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اس کے جواب پر محفوظ ہوتا مسکرایا تھا "ویل! وہ کیوں؟"

"کیونکہ جو بندہ یہاں میرے لیے وقت نکال کر بیٹھ سکتا ہے وہ یقیناً میری بائیو ڈیٹا بھی حاصل کر چکا ہی ہو گا" اس نے بھی نڈر انداز میں جواب دیا....

اس بار وہ اس طرح مسکرایا تھا کہ جیسے اسی جواب کی امید ہو....

اس کی مسکراہٹ پر وہ زچ ہوتے پوچھ بیٹھی تھی "آپ یہاں کیوں آئیں ہیں؟"

"وہ جو آپ کرنے آئیں ہیں" ترک بہ ترک جواب دیا...

"کیا مطلب "اس بار وہ اپنی گھبراہٹ کو چھپاتے نا سمجھی سے پوچھ رہی تھی....

"مطلب فنکشن اٹینڈ کرنے "اس کی پرسنیلٹی کا روب ایسا تھا کہ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی پزل ہو رہی تھی....

"میں ابھی اس لمحے کا پوچھ رہی ہوں کہ آپ یہاں کرنے آئیں ہیں"....

"وہی جس کے لیے آپ نے اینوائٹ (دعوت) کیا تھا "وہ جانتا تھا کہ وہ پزل ہو رہی تھی....

اب کی بار اس نے تھوڑے تیز لہجے میں کہا "آپ اس کی تشریح کریں گئے"....

"کیوں آپ میرے سے ملنا نہیں چاہتی تھیں. بس میں نے آپ کا کام آسان کر دیا" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا بولا....

"اوو! رائٹ, تو "اس کے لفظ کہیں گم ہو گئے تھے....

"تو یہ کہ جو آپ پزل کی صورت کرنا چاہ رہی تھیں, وہ اب کھل کر بیان کریں؟"

"چونکہ آپ میری ساری انفورمیشن لے چکے ہیں تو آپ کو یقیناً معلوم ہو گا کہ میں ایک ریپوٹر ہو اور میرا کام ہی یہ ہے تو میں کیا آپ کو ہنٹ دے رہی تھی "اس نے بھی

اسی کے انداز میں کہا....

وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا....

اس کو کھڑا ہوتا دیکھ یہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور قدم دروازہ کی اور اٹھائے....

وہ لمبے لمبے ٹاگ بھرتا دروازہ تک آیا اور نیم کھلے دروازہ پر ہلکا سہ زور دیا کہ دروازہ دوبارہ بند ہو گیا....

وہ جو دروازہ کھولے جانے لگی تھی غصے سے ماتھے پر لیکریں کھینچے اس کی طرف مڑی تھی....

وہ اس سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑا تھا اور اپنا ہاتھ لمبا کرتا اس کے انگوٹھی والے ہاتھ کو پکڑا تھا....

اپنا ہاتھ اس کی گرفت میں دیکھ کر ایک دم اس کا خون خولا تھا اس سے پہلے کہ وہ اسے ٹانگ مارتی....

وہ دوسرے ہاتھ سے اس کے ہاتھ میں پہنی رینگ کو ایک جھٹکے سے اتارتا ورن کر گیا

"مجھے معلوم ہے کہ آپ بہت اچھا سیلف ڈیفینس کر لیتی ہیں لیکن وہ یہاں کام نہیں

آئے گا. دوسری بات میں کبھی کسی سے خود ملنے نہیں جاتا لیکن یہاں آیا اور اس سے بڑھ کر میں نے آپ کو خود موقع دیا لیکن افسوس آپ نے کھو دیا اور آخر بات یہ کہ آپ میرا اور میری فیملی کا تو کچھ نہیں بگاڑ سکتی لیکن آپ کا بہت کچھ جا سکتا, اس لیے میرے راستے میں نہ آئیں" وہ انگوٹھی جیب میں ڈالتا اس کو کندھے سے پکڑے سائیڈ پر کرتا صرف چند لمحوں کے لیے اس کی آنکھوں میں جھنگتا باہر کی اور چلا گیا....

وہ شل ہوئے دماغ کے ساتھ کچھ دیر پہلے ہوئی حرکت پر تاؤ کھا کر رہ گئی....

زریاب کی آواز اسے ہوش کی دنیا میں لے کر آئی اور وہ سنبھلتی کمرے سے باہر نکل گئی....

کمرے میں موجود ہر چیز یہاں تک کے چاروں دیواروں نے اس منظر کو بڑے غور سے حفظ کیا تھا....

''

آج عام سے دنوں جیسا ایک دن تھا. علی صاحب کی فیاضی سے ہوئی ملاقات کو بھی اب لمبا عرصہ گزر چکا تھا. اس کی طرف سے کوئی ردِ عمل ظاہر نہ ہوا تھا, نہ انہوں نے کرنے کی کوشش کی تھی بس دونوں طرف ایک کھنچوسہ تھا جو وقت کے ساتھ ننھے

سے شولے سے چنگاری میں بدل رہا تھا لیکن کون جانے! وقت کے گزرتے لمحوں میں ایک جمعہ کے کچھ مبارک گھنٹے تھے جب لوگ جمعہ کی نماز ادا کر کے مسجد سے لوٹ رہے تھے ایسے میں وہ بھی سفید قمیض شلوار میں سلیقے سے بال بنائے جن پر ٹوپی لے رکھی تھی اور سفید مرمر کے فرش پر چلتا باہر کی اور جا رہا تھا اس دوران کئے لوگ آتے جاتے اس سے ادب سے ملتے اور مصحافہ کرتے جا رہے تھے. وہ باہر نکلا تھا اور سائیڈ پر ایک کونے میں ترتیب سے لگے جوتوں میں سے اپنا جوتا پہنتے سر سے ٹوپی اتر تا اپنے دفتر کی اور چل دیا. تبھی اس کے ساتھ کوئی چلنے لگا اور عادت کے بر خلاف ساتھ چلتے شخص کے چہرے پر ایک مدھم سی مسکراہٹ تھی. وہ فیاضی کی موجودگی سمجھ کر سلام کرتا ویسے ہی چلتا رہا.

دوسری طرف چلتے فیاضی نے اس کا سلام کا جواب دیتے پوچھا" کیسے ہو کزن کیا چل ہے زندگیوں میں؟"

اس نے مدھم مسکراہٹ کے ساتھ چہرے پر شکر کے تاثرات لیے جواب دیا

"الحمدللہ! اللہ کا بہت کرم ہے"....

فیاضی ویسے ہی عام انداز میں بولا" چلو اچھا ہے"....

وہ چلتے چلتے اس کے آفس تک آ گئے اور وہ دونوں طرف لگے پاکستان جھنڈے کے درمیان لیکن چند قدم آگے پڑی کرسی پر بیٹھ گیا. فیاضی بھی میز کے دوسری طرف پڑی دو کرسیوں میں ایک کھینچ کر بیٹھ گیا. ان کے درمیان طویل عرصہ خاموشی سے سرک گیا تو وہ سامنے پڑی فائل کو بند کرتا لمحے کے لیے اسے کے چہرے کو دیکھتا نہایت سنجیدگی پوچھا "تم میرے بابا سے ملے تھے؟"

"او! تو تمہیں تایا جان نے بتا دیا. ویسے مجھے نہیں لگا تھا" وہی مغرور سہ انداز تھا"....

"کیوں نہیں بتانا چاہیے تھا؟" سوالیا لہجا....

اس کے سوال کو اگنور کر گیا "پھر تو تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ ہماری کیا گفتگو رہی تھی اور کہاں سے راستے الگ ہوئے تھے"....

"بلکل!" ٹھہرا سہ انداز تھا....

"پھر تو تمہیں تایا جان کو سمجھا دینا چاہیے اور میرا ساتھ دینا چاہیے افٹر آل ہم کزن ہیں اور اس میں پیسہ, شہرت, بلندی بہت ہی "فیاضی کا للچایا انداز تھا....

"لیکن عزت! اس کا کیا؟ ملال سہ تھا اس کی آنکھوں میں....

"ڈیر کزن! جب پیسہ ہوتا ہے نہ وہ لوگوں کو عزت کرنے پر خود ہی مجبور کر دیتا ہے" کندھے اچکا کے....

اب کی بار اس نے کچھ نہیں کہا....

اس کو چپ دیکھ سامنے بیٹھا شخص گردن اکڑے سوال طلب نظروں اسے دیکھا رہا تھا ....

اسے دیکھتا پا کر ایک سانس ہوا کے سپرد کی "میں بس اتنا کہنا چاہتا ہوں. زندگی اگر مجھ سے وفا کر رہی ہے. مجھے غلط اور صحیح میں سے انتخاب کرنے کا اختیار دے رہی ہے تو میرے پیارے کزن! مجھے وہی راہ اختیار کرنی چاہیے نا جو ایک مجرم پھانسی کے پھندے سے جھولتا راہ نہ چننے پر افسوس کر رہا ہوتا ہے اور بس اس بعد کا خواہش مند ہوتا زندگی ایک اور موقع دے دے" پیچھے کو ہوا....

فیاضی اس کا مفہوم سمجھ کر بولا "تو اس کا انجام اچھا نہیں ہو گا" اس کے چہرے پر سختی سی در آئی تھی....

"میری امی بچپن میں ایک کہانی سناتی تھیں کہ شیخ سعدی بیان کرتے ہیں: ایک نیک

اور ایماندار آدمی سے وقت کا بادشاہ ناراض ہو گیا کیونکہ وہ حق پر تھا. اس کی حق بجا ہونا بادشاہ کو پسند نہیں آیا اور بادشاہ نے اسے قید خانے میں ڈال دیا. وہ قید خانے کی تنگ و تاریکی میں پُر سکون تھا. وہ کبھی کوئی شکوہ ظاہر نہیں کرتا تھا. جب بادشاہ تک بات پہنچی تو اس نے تمسخر خیز مسکراہٹ میں اپنے غلاموں کو کہا یہ بے قوف ہمیشہ اسی میں سڑ تارہ جائے گا لیکن میرے کزن! اس آدمی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا کہ یہ تو میرے لیے باعث نفع ہے میں اپنے رب کے ہاں سر خرو ہو جاؤ گا اور پتا ہے" وہ دونوں بازو میز پر رکھے اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے بتانے لگا" جب یہ بات وقت کے بادشاہ کو معلوم ہوئی تو اس شخص کی زبان گدی سے کھینچنے کا حکم دیا, پھر ایسے ہی ایک شخص نے اس آدمی کو سمجھنے کی کوشش کہ تمہیں وقت کے بادشاہ کے سامنے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا لیکن بتا ہے اس آدمی نے جواب دیا" اس کے لہجے میں پُر اعتمادی بڑھ گئی تھی" وہ وقت کا بادشاہ ضرور ہے لیکن میں سزا کے خوف سے حق بات کہنے سے خود کو نہیں روک سکتا" وہ دوبارہ سیدھا ہو کر کرسی پر بیٹھ گیا....

"اگر تم یہ چاہتے ہو تو ٹھیک ہے اب جو گا اس کے ذمیدار تم خود ہو گے" اٹھ کھڑا ہوا اور جانے کے لیے مڑا....

"فیاضی! تم جو کرنا چاہتے ہو کرو بس ایک بات یاد رکھنا اگر میرے گھر والوں کو کچھ کہا تو اچھا نہیں ہوگا"....

بغیر مڑے باہر نکل گیا....

ہائے!

کون جانے کیا ہوگا....

کون جانے اب کون سا طوفان آ گئے....

کون جانے کیا بہا لے جائے گا....

کون جانے کیا باقی کیا بچے گا....

لیکن کون جانے....

ہاں کون جانے....

''

آج وہ دو دنوں بعد یونیورسٹی آئی تھی. گزرے دو دنوں میں وہ بہت پریشان رہی تھی.

بہت سی سوچوں نے اسے بے چین کیا تھا. بہت سے خیالوں نے اسے ماضی کے

اوراق پلٹانے پر مجبور کیا تھا لیکن وہ سب جھٹک کر اپنی رو میں چلتی جا رہی تھی تبھی کسی

نے اس کو بازو سے پکڑ کر ہلایا تھا اور اس نے چونک کر سر اوپر اٹھایا تھا.

"یار زرہ کہاں کھوئی ہوئی ہو؟آج مجھے لے کر بھی نہیں آئی؟وہ تو اچھا ہو دانی کا جو مجھے لے آیا"وفا سوال پر سوال کیے جا رہی تھی....

اس نے اپنے خیالوں کو جھٹک کر ایک طرف کیا اور وفا سے معذرت کی....

وفا جو اس کا جائزہ لے رہی تھی کہ اس نے نیلی شلوار قمیض پر گلابی رنگ کا ڈوپٹہ لیا ہوا تھا اور آنکھوں کے گرد ہلکے پڑھ رہے تھے اور چہرہ بھی مرجھایہ ہوا تھا لیکن اس نے کوئی سوال نہیں کیا کیونکہ وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ سال میں کچھ دن اپنے تاریک ماضی کے اوراق کو الٹائے وقت کی مسافر بنے پرانے درازوں پر دستک دیتی اور پرانی یادوں سے ملاقات کر جب لوٹتی ہے تو ایسے ہی ہوتی ہے....

وفا اس کی آواز پر چونکی اور مسکرا کر اسے دیکھا جو نا سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی....

"یار کچھ نہیں, چلو آؤ چلیں اور سولی چھڑھیں" آخر میں اس نے منہ بنایا تھا....

اس کے انداز پر ہنس پڑی تھی...

وفا اس کو ہنستا دیکھ خود بھی مسکرائی اور دل میں شکر ادا کیا تھا کہ وہ آخری مسکرائی تو

صحیح اور اس کے ساتھ قدم اٹھاتی اندر آئی اور ڈیپارٹمنٹ میں موجود واحد گول سے زینے جو اوپری حصے کو جا رہے تھے ان کو عبور کرتی اوپر کی جانب آ گئیں تھیں. تبھی وفا نے موبائل پر آیا میسج دیکھ کر گول سے دائرے کی طرف آئی اور نیچے کی اور جھانک تھا تبھی اسے دانیا اوپر دیکھتی نظر آئی تھی اور اس نے مسکرا کر دانیا کو آنے کا اشارہ کیا تھا ساتھ وہاں سے ہٹتی کچھ قدم پیچھے زرہ تک آئی.

اس نے عام سے انداز میں کہا "اب چلیں کلاس میں؟"

وفا نے سیڑھیوں کی جانب دیکھا اور مسکرائی "بس دانیا بھی آ جائے تو چلتے ہیں"....

تبھی دانیا ان تک آئی....

وہ دونوں ایک دم مسکرائی تھیں "بڑی لمبی عمر ہے تمہاری" وفا نے اپنے ازلی انداز میں کہا....

دانیا ہنستے ہوئے ان دونوں سے گلے ملی اور وہ تینوں گول دائرے کے ساتھ گلائی میں چلتی بھورے سے دروازے کے پاس آ رکیں اور باری باری اندر داخل ہو تیں سیدھی اپنی جگہ پر آ بیٹھیں تھیں اور اپنا سامان رکھتے معمول کے مطابق ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف ہو گیں تھیں....

ابھی کچھ اور لمحے سرکے تھے کہ ضمیر رسول کلاس میں داخل ہوا تھا. سفید فارمل شرٹ اور گرے پینٹ میں جیل سے بال سیٹ کیے سیاہ چمکتے شوز پہنے ایک ہاتھ میں سیاہ لیپ ٹاپ بیگ پکڑے. مناسب قدم اٹھاتا بھوری میز تک آیا تھا اور اپنا بیگ میز پر رکھ کر ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا تھا. اس کے بیٹھتے سی آر کئی فائل ہاتھ میں پکڑے اُس تک آیا اور اُس کے کہنے پر میز پر رکھیں تھیں.

ضمیر کو کلاس میں داخل ہوتا دیکھ جہاں سارے طلباء ایک دم پرجوش اور گھبراہٹ میں مبتلا ہوئے تھے وہیں وفا نے فکرمندی سے اسے دیکھا تھا جو بغیر اثر لیے اپنے فون میں گیم کھیلنے میں مصروف تھی "یار زر میں نے کتاب کا خلاصہ نیٹ سے چھاپا تھا اور اب بس دعا کرو سر آسان سے آسان سوال کریں"....

زرہ نے موبائل سے نگاہیں اٹھا کر اسے ملامتی نظروں سے دیکھا "اور نہ پڑھو کتاب, اور گوگل سے چھاپو, بندہ یہ تو دیکھ لیتا ہے کہ اسائنمنٹ دی کس نے تھی....

دانیا نے اس کے برعکس نرمی سے حوصلہ بڑھایا "کچھ نہیں ہوگا وہ دیکھو سر سب سے ایک دو سوال کر کے جانے دے رہیں"....

دانیا کے کہنے پر اس نے سامنے دیکھا تھا جہاں دو تین لڑکیاں ویوا دے کر جا رہی تھیں....

وفا نے ساری منفی سوچیں جھٹک کر اپنے آپ کو نارمل کیا اور دل ہی دل میں خود سے مخاطب تھی "جو ہو گا دیکھا جائے گا"....

ایسے ہی وقت سفر کرتا اپنی رفتار برقرار رکھتا گامزن رہا....

اب کچھ طلباء رہ گئے تھے اور چند ایک اسائنمنٹ جمع نہ کرنے کی وجہ سے ویوا نہیں دے سکے تھے اور افسردہ تاثرات لیے کلاس سے جا رہے تھے. تبھی وہ تینوں اٹھتی ویوا دیتی لڑکی کے پیچھے پڑی تین کرسیوں پر آ بیٹھی تھیں. اب بلکل دانیا کے سامنے ویوا دیتی لڑکی کی پشت تھی اور سی آر ہاتھ میں کاغذ پکڑے ضمیر کی ہدایت پر عمل کرتا چند چیزیں نوٹ کر رہا تھا. تبھی اس کا نمبر آیا تھا اور اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی ضمیر کے سامنے والی کرسی پر آ بیٹھی تھی کہ اب ان کے درمیان میز حائل تھا. میز پر پڑی اس کی اسائنمنٹ دیکھتا سنجیدہ انداز انگریزی لب و لہجے میں پہلا سوال کیا تھا "آپ نے یہ "Winners" ہی کتاب کیوں اسائنمنٹ کے لیے منتخب کی؟"

"Sir! Because of two reasons:

The first one, I was super inquisitive about this tile 'WINNERS', and I wanted to know the story? Similarly Second one, I'm fond of reading new writers whom I have never read before."

اس نے انگریزی میں جواب دیا ساتھ اپنی حوصلہ شکن سوچوں کو ایک دم جھٹک کر اپنے آپ کو یاد دلایا تھا کہ ہاں میں تو ہوں جو کر سکتی ہو،....مجھے تو کرنا ہے

اس کو سوچوں کی دنیا سے ضمیر کی آواز نے نکالا جواب اس سے اگلا سوال کر رہا تھا....

اس نے پر اعتماد لہجے میں جواب دیا تھا اور وہ اب اس کئی اور سوال پوچھ رہا تھا....

وہ ان کا جواب دے رہی تھی کہ اس کے پیچھے بیٹھیں وہ دونوں حیرت سے ضمیر کو دیکھا رہی تھیں اور پھر تعجب سے گھڑی کا جائزہ لیتی حیران ہوئی تھیں کہ وقت چار منٹ تیس سیکنڈ آ گئے سرک گیا تھا ساتھ وفا نے مدھم سرگوشی کی "یار سر آج زر سے اگلے پچھلے سارے حساب برابر کر رہیں ہیں"....

"لگ مجھے بھی یہی رہا ہے" دانیا نے بھی اس کی بات سے اتفاق کیا....

وہ ضمیر کے سوال کا جواب دے کر ہٹی تھی اور کوفت کا شکار ہو رہی تھی کہ وہ اس سے کرید کرید کر ایک ایک سوال پوچھ رہا تھا لیکن ناچاہتے ہوئے بھی اگلا سوال سننے لگی "اس کا کوئی ایسا جملا جو آپ کو بہت اچھا لگا ہو؟"

اس نے ایک لمحے کے لیے سوچا تھا اور پھر وہ جملا دھرایا

When all appears to be lost, the battle has ."
"just begun

ضمیر نے اس کے جواب میں سر ہلا تھا پھر چند سوالات اور کر کے اسے کہا "آپ جا سکتی ہیں؟"....

وہ مسکراتی ہوئے وہاں سے اٹھتی خاموشی سے پیچھے آ کر بیٹھ گئی اور اپنے فون میں مصروف ہو گئی.

تقریباً تین سے چار منٹ بعد دانیا بھی آ گئی تھی. باقی ایک سو بیس سیکنڈ باقی رہ گئے تھے اور جیسے بچے سیکنڈ ختم ہوئے اسٹوڈنٹ باری باری کلاس سے نکلنے لگے تھے کہ دیکھتے دیکھتے ضمیر بھی اپنا سامان اکٹھا کرتا جا چکا تھا, تقریباً کلاس خالی ہو گئی تھی اور جو موجود تھے وہ اپنا سامان سمیٹ جانے کی جلدی میں تھے کہ وفا ان دونوں تک آئی اور ایک

سکون کی سانس خارج کی. دوسری طرف وہ اس کو دیکھتے ہی جانے کی جلدی میں بیگز اٹھاتی کھڑی ہوئی تھیں کہ وفا نے ماتھے پر ہاتھ مارا تھا اور کچھ یاد آتے انہیں بولی تھی "یار زرا اور دانیا تم دونوں یہاں پانچ منٹ روک مجھے سر سراج نے بلایا تھا میں ان کی بات سن کر آتی ہوں"....

زرنے سے عادتاً مسکرائی "جاؤ! لیکن جلدی آجانا ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں".... بیگ ایک کرسی پر رکھتی بیٹھ گئی اسی طرح دانیا بھی بیٹھ گئی اور وفا نے اپنے بیگ میں سے فون نکال کر زیپ بند کی اور تیز تیز قدم اٹھاتی کلاس سے چلے گئی تھی....

اس دوران جو ایک دو اسٹوڈنٹ تھے وہ بھی جا چکے تھے. اب صرف کلاس میں وہ دونوں رہ گئیں تھیں جو دونوں بڑے مصروف سے انداز میں سے فون پر نظریں گاڑے ہوئیں تھیں.

ان کے علاوہ اس کمرے کی چاروں دیواریں جو انڈے کی سفیدی میں نہائی ہوئی تھی اور مدھم رفتار سے چلتے پنکھوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں. باقی ہر چیز ویسے ہی تھی جامد سی حد تک سفید بوڈ کے اوپر نیلے رنگ کی لٹکتی وال کلوک کی سوئیاں جامد ہوئی تھی غالباً گھڑی کے سیل اپنی پوری توانائی صرف کر کے نڈھالی سے مر چکے تھے. اب

دوبارہ ان کی طرف آؤ تو وہ دونوں ویسے ہی اپنی سرگرمیوں میں مصروف تھیں. گھڑی تو ایک جگہ ٹھہری ہوئی تھی لیکن وقت کی پرواز اپنے ساتھ چند لمحے سرکا کے لے گی تھی اور اب دانیا فون بند کیے اپنے سامنے بیٹھی لڑکی کو غور سے دیکھتے اپنے سوچوں میں گم تھی کہ اس نے فون اوف کیا تو اسے اپنی طرف اس طرح تکتا پا کر وہی عادتاً مسکراتے ہوئے پوچھا بیٹھی "ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟"....

دانیا اس کے سوال کا جواب دینے کے بجائے تھوڑا ہچکچتے بولی تھی "ایک سوال پوچھوں؟ تمہارا دل کرے تو جواب دے دینا اور نہ کرے تو بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے...."

اس کی الجھے انداز میں دیکھ اس نے حوصلہ دیا تھا "ہائے! وہ تو دیکھا جائے گا بس سوال بتاؤ"....

دانیا اس کے انداز پر ہنس دی جو بلکل وفا جیسا تھا. پھر اس نے تھوڑا سنجیدگی سے پوچھا "تمہیں اس ساری دنیا میں سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟ میں جانتی ہوں تھوڑا پرسنل ہے لیکن تمہاری مرضی ہے. دل کرے تو جواب دو ورنہ کوئی بات نہیں" وہ اس کے چہرہ پر برا مان جانے کا خوف دیکھ چکی تھی اس لیے نرم سی مسکراہٹ کے ساتھ

اس کا محبت سے ہاتھ تھامے بولی "یہ تو کوئی مشکل یا پیچیدہ سوال نہیں ہے جس پر برا مانا جائے "اور رکی تھی "میں سب سے زیادہ محبت اپنی فیملی سے کرتی ہوں میرے بابا جو میرے تیز تپتی دھوپ میں گھنا سہ سایا بنے دھوپ اور میرے درمیان حائل ہو جاتے ہیں, ماما جانی جو تاریک رات میں جگنو بنی مجھے روشنی کی امنگ دے جاتی ہیں, میرا بھائی وہ شاید زبور سے بھی زیادہ میری فکر اور پرواکرتا ہے یاں یہ کہوں کہ میرے ڈگمگاتے قدموں کا سہارا ہے تو غلط نہیں ہو گا اور میری چھوٹی بہن وہ پُرنور صبح ہے, زندگی کے سفر میں خوبصورت سی مہک ہے وہ "اس کے اتنے طویل جواب دینے پر دانیا بے ساختہ مسکرائی تھی "ماء شااللہ ہمیشہ ایسے خوش رہو امیدوں کے چراغ کی روشنی میں".....

وہ اس کے انداز پر کھل اٹھی تھی....

اس طرح وقت کی رفتار کچھ اور لمحے سرکا لے گئی تھی کہ دانیا بولی "تمہیں کبھی کسی سے عشق نہیں ہوا؟"

یار وہ زرا الجھی تھی "مجھے عشق کا تو نہیں معلوم لیکن ہاں ! زندگی میں جب بھی کوئی بھی دعا کرنی ہو, کوئی چیز کی ضرورت ہو, کوئی چیز بے چین کر رہی ہو یا میں بہت خوش ہوں تو صرف ایک ہستی یاد رہتی ہے حد تک دن کے ہر لمحے میں اگر سب سے زیادہ کسی کو

پکڑنے کا دل کرتا ہے یا خیال آتا ہے نا تو وہ صرف ایک اور واحد میرے پیارے اللہ کا باقی ساری چیزیں صرف پس منظر میں کہیں گم سی ہو جاتی ہیں بس خیال ایک ہی رہتا ہے, اب مجھے معلوم نہیں یہ عشق ہے یا محبت ؟" چہرے پر حقیقتاً فرق نہ معلوم ہونے والے تاثر پھیلا ہوا تھا....

دانیا نے اس کے جواب پر بڑے غور سے اسے دیکھا تھا جو گلابی ڈوپٹے کے ہالے میں سنجیدہ تاثر لیے ہوئے تھی "یار ایک بات پوچھوں" اور ایک دم چپ سی ہو گئی جیسے سوال کرنے اور نہ کرنے کی جنگ میں الجھی ہوئی تھی لیکن پھر فاصلے کرتی پوچھ بیٹھی "یار تم پردہ کیوں نہیں کرتی ہو؟" اس کے تاثرات میں سختی بڑھتے دیکھ دانیا نے جلدی سے صفائی پیش کی "ویسے ہی پوچھ رہی ہوں, تمہاری مرضی ہے پوری کی پوری بس ناراض نہ ہونا"....

وہ اس کی آنکھوں میں ناراضی کے ملے جلے تاثر دیکھ کر ٹھنڈی سانس ہوا کے سپرد کی "ایسا نہیں ہے کہ میں پردہ نہیں کرنا چاہتی یا میں یہ نہیں کہوں گئی کہ صرف آنکھوں میں حیا ہونی چاہیے یا پردہ اتنا بھی ضروری نہیں ہے, میرا اس بات پر ایمان ہے جس چیز کا حکم میرے اللہ نے دیا ہے وہ کرنا فرض ہے. چاہے پھر وہ عبادت ہو, پردہ ہو, یا حقوق

سب پر عمل کرنا فرض ہے۔بس تم میرے لیے دعا کرنا اللہ مجھے ہمت عطا کریں اور میں عمل کروں تو اس پر قائم رہوں۔آخری بات ایسا نہیں میں پردہ نہیں کرنا چاہتی۔بلکہ میں کوشش کرتی ہوں اور جس دن میری کوششیں غالب آجائیں گئ تم زرہ ہارون کو ایسا نہیں پاؤ گئ"....

دانیا بس اس لڑکی کو دیکھتی رہ گئ تھی....

ان کے علاوہ کسی اور نے ان الفاظ کو بڑے غور سے سنا تھا نہ جانے کس نے....

ہاں!نا جانے کس نے....

کسے پتا,کسے معلوم....

نا جانے کون تھا نا جانے کوئی نا جانے

سوائے آدم ذات کے خدا کے...

ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا کہ زرہ نے ہاتھ میں پہنی گھڑی پر ایک نگاہ ڈالی اور کوفت سے بولی"یار ایک تو یہ لڑکی جہاں جاتی ہے وہاں سے آنے کا نام نہیں لیتی,آؤ چلیں اور اسے وہاں سے ہی لے لیں گئیں"....

اس کے کہتے وہ دونوں ایک ساتھ اٹھی کلاس کا پنکھیں بند کرتیں باہر چلیں آئیں تھیں

....

پیچھے چاروں پنکھیں اپنی سابقہ رفتار کو برقرار نہ رکھ سکے تھے اور آہستہ آہستہ ایک جگہ ٹھہر سہ گے بلکل ان کی زندگیوں کی طرح.....

''

چند مہینے قبل!

عام سی ڈھلتی شام جیسی ایک شام تھی. جب وہ سب بے چینی سے آج پھر فارم ہاؤس پر جمع ہوئے اپنے اگلے قدم کو عبور کرنے کے جتن میں لگے ہوئے تھے.

زریاب کے سامنے تین سیاہ اسکرین نصب تھی. اس نے کچھ سوچ کر کی بوڈ پر انگلیاں ڈرائیں تھیں.

بلکل اس سے پیچھے وفا اپنے خیالوں میں گم یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہی تھی. وہ تینوں (زرہ, زریاب, ریان) آپس میں کسی ایک نقطے کو ہر زاویے سے ناپنے کی کوشش کر رہے تھے.

تبھی وہ اسکرین سے نظریں ہٹاتا ان کی طرف گھوما تھا اور ایک ساتھ ان سب کو اپنی طرف متوجہ کیا" سنو سب!"

ان تینوں سر اٹھا کر اُس کی طرف دیکھا تھا.

وفا کے قدم بھی یکدم رکے تھے.

"اب جو میں کہنے جا رہا ہو غور سے سنو" وہ سب یک ٹک اسے پر نظریں گاڑے ہوئے تھے "ایک راستہ ہے جس سے ہم فیاضی فیملی کو ٹریپ کر سکتا ہیں"

وہ تینوں ایک ساتھ بولے تھے کیا؟

اس نے سر ہلایا "یہ کہ فیاضی جیسے لوگوں کے کئی دشمن ہوتے ہیں. ہر قسم کے لوگ ان سے بدل لینے کے درپے تیار ہوتے ہیں تو ایسے ہی ایک آدمی ہے جو غالباً فیاضی کا پرانا بزنس پارٹنر تھا لیکن بعد میں فیاضی نے اسے دھوکا دے دیا تھا اب اس کے ہاتھ ایک ویڈیو آ گئی ہے فیاضی کے کسی پرانے کارنامے کی اور وہ ویڈیو فیاضی کے مخالفین کو ایک سودے کے عوض بیچنے کو تیار ہے لیکن یہ بات فیاضز کو معلوم ہو گئی ہے اور ان کا سب سے بڑا جذباتی بے وقوف بیٹا یعنی"......

"سمیر افیاضی" ریان نے اس کے کہنے سے پہلے کہا تھا....

وہ نیم سی مسکراہٹ کے ساتھ آ گئے بولا" بلکل! وہ بے وقوف کچھ کرنے کے درپر ہے لیکن کیا یہ معلوم کرنا ہے؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھر چند لمحوں کے وقفے کے بعد آگے بتانے لگا"دوسری چیز وہ یو ایس بی

"key to unlock the door"

مطلب اس تک رسائی ممکن ہے لیکن کیسے یہ سوال ہے؟"

"ساتھ ان عجیب وغریب پزل کے جواب بھی بتاؤ کیونکہ مجھے معلوم ہے تم ادھرے کام نہیں کرتے"ریان نے اٹل لہجے میں کہا....

زریاب نے بھی ریان کی حمایت کی....

"اچھا اچھا! تو سنو"اس نے ہار مان لی....

"وفا تم جاؤ گئی کچھ دنوں کے لیے فیاضی بھون. کیسے جاؤ گئی؟ تمہارا مسئلہ ہے بس تمہیں ان پر نظر رکھنی ہے اور یہ ننھی سی کیمرے جیسے ڈیواس سمیر کے کمرے میں کہیں لگانی ہے"....

وفا نے سر ہلا دیا....

اب وہ ریان کو دیکھ رہا تھا"تم جاؤ گئے اس کے بس اڈے پر اور وہاں تم فیاضی کے سابقہ پارٹنر سے کسی طرح یو اس بی لو گے کیونکہ وہ اپنی ایک ڈیل کے بعد فیاضی کے مخالفین

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سے ڈیل کرنے جائے گا"....

ریان نے سر ہلا دیا....

"تم دونوں فلحال کچھ نہیں کرو گئے پہلے ان کے قدم کا انتظار کریں. پھر جو نتیجا نکلے کا اس کے بعد لحائے عمل طے کریں گے"....

ان دونوں نے سر ہلایا تھا لیکن زریاب نے پوچھا تھا "وہ فیاضی کا پارٹنر بس اسٹاپ کیا کر رہا ہو گا؟"

"وہی جو یہ سب امیر آدمی اپنے پیسوں کو چار گنا کرنے کے لیے کرتے ہیں" عام سہ انداز تھا....

ان کو اپنے پہلے قدم پر کام کرتے ایک ہفتہ گزر گیا تھا اور آج وہ سب دوبارہ یہاں جمع تھے اور اسکرین پر چلتی ویڈیو غور سے دیکھ رہے تھے فیاضی کرسی پر جھلتا سگریٹ کی چنگاری سگے اپنے سامنے بیٹھے شخص سے غیر قانونی طور پر نئ ہوئی پلاٹنگ کا قبضہ لے رہا تھا اور جوتی کی نوک پر سائین کروا رہا تھا ویڈیو کے آخر تک ایک دومنٹ کی جھلک اور ایسی تھیں جس میں فیاضی کے نام پر اُس کا رائٹ ہینڈ الیگل پراپرٹی کو اپنے نام کروا رہا

تھا....

ویڈیو ختم ہوئی تو ان کا سکتہ ٹوٹا تھا اور وفا نے عادت کے مطابق یکدم خوشی سے تالی بجائی تھی.

وہ سب بھی پر جوش ہوئے تھے لیکن زر کی چند جملوں نے ان کے جوش کو پھیکا کر دیا

"یہ ویڈیو واقعی کام کی ہے لیکن اس ویڈیو کو وہ ایک دو دن میں غلط ثابت کر دیں گے"....

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔
(Neramag@gmail.com)
(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔
شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

دانی نے سر ہلایا "مجھے معلوم ہے ایسا ہی ہو تبھی تو وہ آدمی یہ ویڈیو کو مخالف پارٹی کو دے رہا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا وہ اس کو کس طرح آپ ہتھیار بنائیں گئے لیکن ہم اس کو میڈیا پر اون ایر کریں اور یہ کام کس طرح کرنا تمہاری ذمیداری ہے زرہ اوکے "....

اس نے بس سر ہلا دیا....

"اور تم دونوں بہن بھائی اس آدمی کی بیٹی کو سمیر کے چنگل سے آزاد کرواؤ گئے کیونکہ وہ لڑکی فیاضی کے چالوں کے ہاتھوں بے قصور ماری جائے گئی ورنہ جو مخالف پارٹی کے رکن سمیر پر گھات لگے بیٹھے ہیں ان تک خبر گئی تو وہ اس لڑکی ک بابا سے بدلا اور فیاضر کی ریپوٹیشن خراب کرنے کے لیے میڈیا میں اُس کا تماشہ بنوایں گے "....

"ہاں تو اچھا ہی ہے ,ہمارا مقصد بھی تو یہی ہے نہ "....

زریاب نے اسے ٹوک "بھلے ہم یہ کرنا چاہتے ہیں لیکن اس لڑکی کا کوئی قصور نہیں ہے وہ کیوں اپنے بابا کے بدلے کے بھیٹ چڑھے اور دوسری بات وہ یو ایس بی ہم نے چرائی ہے تو اس حساب اس کو بچانا فرض بنتا ہے باقی سمیر گیا بھاڑ میں "....

وفا نے سمجھ کر سر ہلا دیا....

آخری اگلے دو دنوں بعد وہ پانچوں اپنی پہلی منزل کو پار کرنے کی خوشی میں جشن منا رہے تھے....

آخری اب وہ سب اپنے گھروں کو لوٹنے لگے تو ان سب سے پہلے ریان گھر سے فون آنی کی وجہ سے لوٹ چکا تھا جبکہ اب وہ چاروں جانے کی جلدی میں تھے دانی نے سنجیدگی سے زر کو ایک بھوری فائل پکڑی اور ساتھ واضح کیا "دیکھو زر! اگلے قدم کے لیے تمہیں ایک مہینے کے سمیر کے سینٹر میں جاب کرنی ہو گئی کیونکہ تم خود سوچو, سمیر جیسے امیر رئیس زادے کو کیا ضرورت ہے کہ سینٹر چلائے جب کی اس کی ڈگری اور سوچ دونوں بہت منفرد ہیں. اس لیے کچھ تو ایسا ہے جو اس سینٹر کی چار دیواری میں ہو رہا ہے یا کچھ تو ضرور ملے گا"....

"لیکن تم صرف سمیر کو ہی ٹارگٹ کیوں کیے ہوئے ہو؟" وفا الجھ گئی تھی....

زریاب دانیال کے جواب دینے سے پہلے بولا "سب سے پہلے کمزور جڑ کو کاٹتے ہیں اور باقی وہ تینوں ماں, باپ, بیٹا بہت شاطر ہے ہمارے سوچ سے بھی زیادہ"....

"تم کر لو گئی نہ" زریاب نے اس سے پوچھا....

"کیوں نہیں" عجیب سے رنگ اس کے چہرے سے گزرے تھے....

"اور ایک بات ابھی ریان کو نہیں بتانا جس دن جانا ہو گا بتا دینا"....

"ٹھیک کہہ رہے ہو برو, ریان کبھی تمہیں جاب نہیں کرنے دیتا اور کہتا بہت خطرہ ہے "زریاب نے اس کی ہاں میں ہاں کی....

"لیکن مجھے ڈر نہیں لگتا, میں کر سکتی ہو "ایک عزم تھا اس کے لہجے میں....

"ہمیں معلوم ہے اور ہم تمہارے ساتھ ہے "زریاب اور دانیال نے ایک ساتھ بولا....

باقی باتوں کے درمیان دانیال نے اسے بتا کہ انہیں بائیولوجی کی ٹیچر کی ضرورت ہے اور اس فائل میں بیولوجی ٹیچر کے لیے جو کاغذات ضروری ہونے چاہیے وہ چند سرٹیفیکیٹ کے ساتھ موجود ہیں....

کچھ دیر رکنے کے بعد وہ لوگ وہاں سے نکل آئے تھے اگلی قدم کی اور, بلند حوصلوں کے سنگ....

''

رات کے بعد ایک اور صبح کا سویر ہوا تھا. آسمان پر سیاہی کے پردے اتر گئے تھے اور نیم

نارنجی لیکریں کھنچ گئی تھیں. ٹھنڈی ہوائیں چار سو اور پھیلی ہوئیں تھیں. پرندے صبح کی سفیدی کے سنگ اپنے رزقِ حلال کی تلاش میں نکل گئے تھے اور کئی بشر ابھی تک لمبی تانے نیند میں ڈوبے ہوئے تھے. ایسے میں وہ دونوں گدلی زمین پر واک کر رہے تھے اور ان کے درمیان ایک خاموشی حائل تھی. دونوں اپنی سوچوں میں گم لمبی سڑک کے کنارے چل رہے تھے. ایسے ہی چلتے ان کو پندرہ منٹ گزرے تھے. فاطمہ سادہ شلوار قمیض میں نماز کے اسٹال میں ڈوپٹہ لیے پیروں میں شوز پہنے گردن گھمائے غور سے جائزہ لیا رہی تھی. اس اپنے اوپر نظریں کا تپش محسوس ہوا تو گردن موڑے استفہامیہ انداز میں دیکھا....

وہ اس کی نگاہوں کے مطلب کو نظر انداز کیے ویسے ہی روکے اسے دیکھتی رہی....

اب کی بار اس نے پورا چہرہ اس کی طرف کیے پوچھ ہی لیا" ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟"

"بس یہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہی ہوں, آپ اتنے چپ سے کیوں ہیں" ویسے ہی کھوجتا انداز....

وہ سر ہلاتا دوبارہ چلنے لگے تھا. فاطمہ اس کے قدموں سے قدم ملتی چلنے لگی....

اب کی بار چلتا ہوا اپنی سوچوں کو زبان دینے لگا" حق کا ساتھ دینا اور اس پر ڈٹے رہنا اتنا

آسان نہیں ہوتا آج مجھے سمجھ آ رہی ہے کہ کیوں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام, حضرت یوسف علیہ السلام اور دیگر انبیاء اکرم کو اتنے بڑا مقام عطا کیے. حق کی لڑائی اگر اپنوں سے ہو تو بڑی آزمائش میں مبتلا کر دیتی ہے. ابھی بھی مجھ اس درد کا تو نہیں البتہ اس کا بات کا شدید سے حساس ہو رہا ہے کہ کیسے

ہمارے پیارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چاچا کے سامنے حق کا ساتھ دیا ہو گا"فیض کے لہجہ میں دکھ و غم سے بھر تھا"یہ رشتے بہت بڑی قربانی مانگتے ہیں اور میں جانتا ہوں فیاضی کچھ تو ضرور کرے گا لیکن کیا مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہا. بس میری دعا ہے, وہ جو کچھ بھی کرے بس تم سب کے ساتھ نہ کرے امی, ابو تمہارے, ایمان اور میر کے ساتھ باقی میں دیکھ لوں گا"اس کے چہرے پر بے چینی اور اضطراب پھیلا گیا تھا....

فاطمہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا"زندگی میں کوئی بھی چیز دائمی نہیں ہوتی, حد تک یہ مشکلات بھی, یہ وقت بھی گزر جائے گا"....

"انشاءاللہ"اب کی بار اس کے چہرے پر مدھم سی مسکراہٹ آئی. آخر اس نے اپنے اندیشے کو کسی اپنے کے سامنے بیان کیا تھا چاہے اس میں کوئی حل نہ تھا لیکن وہ اب

قدرے پرسکون ہو گیا تھا اور نئے سرے سے مسئلے کا حل نکلنے کا سوچ رہا تھا....

وہ دونوں لمبے روڈ پر ویسے ایک دوسرے سے باتیں کرتے اپنے وقت کو یاد کے موتیوں میں پرو رہے تھے ارد گرد کی چیزیں ان کی ملاقات کو حفظ کر رہی تھیں کہ ایسے میں ایک درخت سے بے جان سا چمگادڑ گدلی زمین پر گرا تھا. ارد گرد کی مخلوق نے افسوس سے دیکھا تھا لیکن وہ دونوں بہت آگے نکل گئے تھے....

''

چند مہینے قبل!

وہ جب سے ضاد کے آفس سے نکلا تھا بے مقصد سڑک پر گاڑی دوڑتا اپنی الجھنوں کو سلجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس کے ہاتھ کوئی سرا لگ جائے لیکن افسوس کوئی سرا اس کے ہاتھ نہیں آ رہا تھا اور اس کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی تبھی ضاد کے چند الفاظ اس کے دماغ کے پردوں سے ٹکرائے اور ایک گونج سی چاروں طرف پھیل گئی "ہر خاندان شاخِ آفتاب ہوتا ہے. اگر کسی کو ختم کرنا ہو تو اس کی شاخیں کاٹ دو" انہیں سوچوں کے جال میں پھنسا ہوا تھا کہ اس کا فون بجا تھا. اس نے ڈیش بورڈ پر پڑا فون اٹھا کر کال اٹینڈ کیے فون کان سے لگایا تھا اور دوسری طرف کی بات سن کر اس نے اتنی ہی

تیزی سے کال کاٹ کر فون پر آج کی خبریں لگائیں تھیں "اینکر مزید چاٹ مصالحہ لگا کر وہ ویڈیو چلا رہے تھے۔ وہ غصے سے لال ہوتا اچانک وہ ویڈو بند کرتا کسی کا نمبر ڈائل کرتا فون دوبارہ کان سے لگے فون اٹھانے کا انتظار کر رہا تھا اور دوسری بیل پر فون اٹھا لیا گیا تھا۔اس نے نہایت خشک اور سنجیدہ انداز میں پوچھا "تمہیں کچھ پیپر تیار کرنے کا میں نے کہا تھا وہ کام ہو گیا؟"

دوسری طرف کا جواب سن کر اس کے چہرے پر اطمینان پھیلا تھا "گریٹ! مجھے وہ پیپر ابھی بھیجو تمہارے پاس صرف دو منٹ ہیں "فون کو کان سے ہٹایا اور کال کاٹ دی تھی لیکن وہ مکمل پر سکون نہ ہو سکا تھا کچھ وسوسے ابھی بھی اس کے گرد کو تنگ کرنے کے درپر تھے تبھی عین دو منٹ میں اس کا فون ایک بار پھر بجا تھا۔اس نے فون کون اون کر کے نوٹیفکیشن چیک کیا اور اس کے لب خود باخود مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔ فون بند کر کے ڈیش بورڈ پر رکھا اور گاڑی کو اسٹاٹ کرتا زن سے بگاتا وہ اپنے شکار کی اور چل دیا.....

تیس منٹ کے سفر کو کم وقت میں ممکن کرتا ایک بنگلے کے آگے آرکا تھا۔اس کو دیکھتے سامنے کھڑے چوکی دار نے اندر سے اجازت ملتے اس کے لیے مین گیٹ کھول دیا

تھا. وہ گاڑی کو پارک کرتا ایک وقار سے اترتا مین ڈور تک آیا تھا اسے دیکھتے ادب سے دروازہ کھول دیا گیا اور اسے لیے خوبصورت, جدید طرز پر بنے ڈرینگ روم میں بیٹھا گیا. تقریباً پانچ سے چھ سکینڈ بعد ایک چالیس پینتالیس سال کے آدمی سادہ قمیص شلوار میں پر وقار سی شخصیت لیے اندر داخل ہوئے لیکن اس نے مصافحے کے کھڑے ہونے تک کی زحمت نہ کی اور بس فارمیلٹی کے طور پر ہاتھ ملا دیا. وہ شخص اور سنجیدہ ہوئے اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئے. ان کے بیٹھتے اس نے بغیر کسی رسمی باتوں کے اپنے مطلب کی بات شروع کی "آپ نے نیوز تو دیکھ ہی لی ہوں گیں کمال صاحب"....

"بڑا افسوس ہوا" کمال چودھری نے بظاہر دکھی تاثر سے افوس کا اظہار کیا....

"آپ بھی تو یہی چاہتے تھے نہ اور دوسری بات آپ میرے یہاں آنے کی وجہ نہیں پوچھیں گے "بس فارمل سے انداز تھا....

وہ پہلا سوال کا جواب سرے سے نظر انداز کیے دوسرے کا جواب دینے لگے "او! جی بتایئے"....

"آپ پرسوں تک کو نفرنس میں کہیں گے کہ جو کچھ اس ویڈیو میں کہا جارہا ہے یا دیکھا گیا ہے یہ ادھورا سچ ہے کہانی یہ نہیں اور یہ ویڈیو ایڈٹ کی گئی"اس نے ہر لفظ پر زور دیتے حکمانہ انداز میں کہا....

"اگر میں ایسا کچھ نہ کروں تو" مسکراتے لبوں میں ایک انکار سہ تھا....

"ٹھیک ہے آپ نہ کریں بے شک پھر میرے پاس جو آپ کی بیٹی کے خلاف ہے وہ زرا ملاحظہ کیجیے"ساتھ فون پر ایک دو ہاتھ مارے تھے....

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چند سیکنڈ میں اُن کا فون بجا تھا....

"بلکل!اپنا فون چیک کریں"اس کے انداز میں کچھ تو تھا....

وہ ٹھٹکے تھے اور فون اون کیا تھا اور جو سامنے انہیں نظر آیا تھا ان اوصاف شل کرنے کے لیے کافی تھا....

وہ اب بھی ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا انہے ہی دیکھتا رہا تھا"اب بتائیں آپ کریں گے

پریس کانفرنس ورنہ آپ کی بیٹی کے ساتھ جو ہوگا وہ آپ سے برداشت نہیں ہوگا اس کا ایک نمونہ ان کاغذات پر درج ہے باقی آپ کی مرضی اب میں چلتا ہوں"....

وہ اٹھ کھڑا ہوا اور جانے لگا لیکن ان کی التجائی آواز پر رکا "اگر میں اس ویڈیو کا سارا الزام اپنے سر لے لیتا ہوں تو مجھ پر بہتان کے چکر میں کیس ہو جائے گا اور دوسری بات میڈیا کو اصلی اور نکلی ویڈیو کی پہچان ہے"....

وہ بغیر مڑے بولا "میڈیا کو میں دیکھ لوں گا لیکن اگر آپ میرے ساتھ وفا نبھائیں گے تو آپ کا کیس میں بند کروادوگا. ورنہ دوسری صورت آپ کے سامنے ہے"....

اس نے قدم باہر کی اور بڑھا دیے....

وہ پیچھے اپنی بے بسی پر صرف ماتم کرتے رہ گئے....

اس شب سے دو دن بعد آج وہ اپنے کمرے میں بیٹھا کسی سے فون پر بات کر رہا تھا کہ ضاد نوک کرتا اس کے کمرے میں آیا اور سوفے پر بیٹھ گیا. اس نے فون بند کیا اور مڑ کر دیکھا وہ سوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے رف سے حلیے میں بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا....

اس نے مسکرا کر اپنے بھائی کو دیکھا اور اس کے ساتھ سوفے پر آ بیٹھا. ضاد نے بڑے

محبت سے اسے کے سر پر ہاتھ پھیر تھا کہ اس کے سارے بال بکھر گئے....

اس نے چڑنے والے انداز میں منہ بنایا"بھائی میرے سارے بال خراب کر دے"....

وہ بس مسکرا کر اسے دیکھتا رہا پھر فخر سے بولا "جیسے تم نے اس سارے معاملے کو ہینڈل کیا ہے.سچ میں مجھے متاثر کر دیا ہے"....

"آخر بھائی بھی تو آپ کا ہوں"اس کے لہجے میں فخر تھا,مان تھا,غرور تھا,اور ہلکہ سہ کہکا تھا....

"بلکل مجھے انداز تھا"ضاد نے کندھے اچکے....

"بھائی یہ صرف آپ کی وجہ سے ممکن ہوا کیونکہ آپ نے ہی تو کہا تھا اگر کسی کو ختم کرنا ہو تو اس کی شاخیں کاٹ دو بس میں نے بھی یہی کیا"....

وہ بس مسکرا دیا تھا اور اس کے کندھے کو نرمی سے دبا تا اٹھا گیا تھا"ہمیشہ یاد رکھنا تمہارا یہ بھائی ہر قدم پر تمہارے ساتھ ہے"ساتھ مسکراتے ہوئے کمرے سے نکل گیا تھا....

وہ مسکراتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں بولا "مجھے معلوم"....

''

ریاض میٹنگ اٹینڈ کر کے باہر نکلا تھا. وہ باہر نکل آیا. اس کو دیکھتے یونی فام پہنے پولیس والے نے گاڑی کا دروازہ کھولا دیا وہ چلتا گاڑی میں آ بیٹھا اور دروازہ بند ہوا اور گاڑی اپنی رفتار پر دوڑنے لگی. آدھے گھنٹے بعد وہ پولیس اسٹیشن میں داخل ہوا اور سیدھ اپنے آفس میں آ گیا پانچ منٹ ہی بمشکل گزرے تھے کہ پھر سے چیخنے اور چلانے کی آوازیں آنے لگی لیکن اس نے سر جھٹک کر اپنا کام جاری رکھا ایسی آوازیں تو سارا دن سنائی دیتی ہیں کبھی کسی مجرم یا ملزم کی تو کبھی کسی بے بس یا مظلوم کی. وہ فائل دیکھا چونکا تو تب جب آفس کے بھورے دروازے پر کانسٹیبل ایک شخص کو باہر نکلنے کے چتن کر رہا تھا اور وہ شخص چیختا چلاتا بول رہا تھا" مجججججھے مجججججھے صاااحبب سے باااات کرنے دو مہربانی کر کے "آنسوں سے بھیگے چہرے پر ایک فریاد تھی التجا تھی لیکن کنسٹبل اسے پوری جان لگا کر باہر کی اور دھکیلتا ڈپٹ رہا تھا.

اس نے ایک ٹھنڈی آہ بھری "اس آدمی کو چھوڑو"....

اس کی آواز جیسے کنسٹبل نے سنی ہی نہ ہو اور وہ ویسے اسے دھکیل رہا تھا.

اب کی بار اس نے سخت اور قدرے گرج دار آواز میں ڈپٹا"وحید چھوڑ دو اس آدمی کو"....

کنسٹبل ایک دم پیچھے ہٹا تھا.

وہ آدمی اپنے قمیض کو درست کرتا اس کی طرف متوجہ ہوا.

اس نے تھوڑے نرم لہجے میں کہا"اب ادھر آکر بیٹھے سر"....

وہ آدمی چلتا اس کے سامنے پڑی دو کرسیوں میں سے ایک پر آبیٹھا.

اس آدمی کے بولنے سے پہلے وحید رٹو طوطے کی طرح اس کو بتانے لگا.

اس نے گھورتے ہوئے تنبیہ کیا"وحید یہاں سے باہر نکل جاؤ جب تک میں نہ بلاؤ اندر نہیں آنا....

وحید بے بسی سے اثبات میں سر ہلاتا باہر نکل گیا.

"جی اب آپ مجھے بتائیں سر"اس نے نرمی سے کہا....

ساٹھ ستر سال کے صوبر سے آدمی آنسوؤں سے بھرے لہجے میں التجا لیے ہوئے تھے"میرا پوتا! میرا پوتا دو دن پہلے اسکول سے گھر آرہا تھا کہ اسے چند گدھوں نے اپنی

ہوس کا نشانہ بنایا" وہ اونچے لمبے شخص ہچکیوں سے رونے لگے "میں میں ! کچھ نہیں کر سکا میں اپنے پوتے کو نہیں بچا سکا اور یہ پولیس والے الٹا مجھ سے عجیب و غریب سوالات کر رہے ہیں ظلم بھی ہم پر ہوا اور ظالم بھی ہمیں ٹھہرانے کی کوشش کر رہے ہے. میں کس سے انصاف طلب کروں" وہ بے بسی سے اسے دیکھ رہے تھے....

اسے ایک دم شرمندگی نے گھیر لیا تھا وہ کہتا کیا, کیا تسلی دیتا یہاں تو ہر دوسرے تھانے میں لوگ اپنی فریاد لیے آتے ہیں کہ ان کی بیٹے یا بیٹی پر ظلم کہنا چھوٹا الفاظ ہے قیامت ڈھائی گئی اور ہر دوسرا پولیس والا ایسے چسکے لیتا سوال پوچھ رہا ہوتا اور الٹا انہے ہی مورے الزام ٹھہرایا جا رہا ہوتا ہے کہ وہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہاں ہمارے وطن میں انصاف کے طلب گاروں کو انصاف ملے گا بلکہ نہیں کہ عزت و احترام سے ان کی فریاد سنی جائے گئی لیکن یہ ممکن ہو سکتا ہے اگر ہم اس بات کو دل سے قبول کریں کہ ہم "we" ہیں. وہ اپنی سوچوں سے نکلتا افسردہ لہجے میں بولا آپ بس ایک منٹ رکیں اور ساتھ قدرے بلند آواز میں وحید کو آواز دی. وحید ایک آواز پر یس سر کہتا چلا آیا. اس نے سخت لہجے میں کہا "پہلے اپنے رویے کی ان اس ابھی معافی مانگو اور بدلے میں اپنی رویے کی معذرت کے لیے ان کو ساتھ لے کر جاؤ ان سے بیان لو اور

جلد کروائی شروع کرو, ایک بات اور آج شام تک اس کیس کی پروگریس چاہیے اگر نہ ملی تو تم بھی اپنا بوریا بستر باندھ لینا. آج شام تک کسی بھی حالت میں.

"آپ اس کے ساتھ جا سکتے ہیں اور کوئی بھی کام ہو آپ بس سیدھے آفس میں آجائے اگر یہاں کوئی اور آپ سے کچھ کہے مجھے بتایئے گا" اس کے چہرے پر دکھ اور ندامت ہی تھی سر اور لہجہ وحید سے بات کرنے کی نسبتاً بہت ہی نرم تھا.

وہ اسے بہت سی دعائیں دیتے اٹھ گئے....

ریاض بس ان کو جاتا دیکھ رہا تھا جواب وحید کی بات سنتے کچھ کہہ رہے تھے غالباً وحید کے معافی مانگنے کے جواب میں....

وہ دوبارہ کیس کی فائل دیکھنے لگا. تقریباً آدھے گھنٹے بعد حوالدار نے آکر جو بات بتائی تھی, اس کے اوصاف شل کرنے لیے کافی تھی....

''''''''''''''''''''''''''''

جاری ہے

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کرواناچاہیں تو اردو میں ٹائپ کرکے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کردی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین